نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے +

نمبر (۳۵) مطبوعہ ۲۸ - اگست ۱۸۹۶ء بروز جمعہ جلد ۲۴

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم اس بات کے اظہار سے اپنی خوشی ظاہر کرتے ہیں کہ جب سے ہم نے نور افشاں کی اڈیٹری کا کام اختیار کیا ہے ہمارے کارسپانڈنٹوں کی مہربانی سے عمدہ مضامین کا کوئی گھاٹا نہیں رہا ہے حتّٰی کہ اِن دنوں مضامین کی زیادتی اس قدر ہوگئی ہے کہ ہم کو بباعث عدم گنجایش اکثر مضامین کو تاخیر میں ڈالنا پڑا ہے اور ابتو یہانتک نوبت پہنچی ہے کہ بعض کو رد کرنا ضروری سمجھا ہے - بلاشک یہہ ذمہ واری ہماری ہی ہے اور ممکن ہے کہ اس ذمہ واری کی ادائگی میں ہم نے کہیں کہیں غلطی کھائی ہو کیونکہ ہم "خطاسے پاک" ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں مگر یہہ کہنا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُن مضامین کے چھاپنے میں ہمیشہ کوشش کی ہے جو ہمارے اکثر ناظرین کے پسند خاطر اور مفید مطلب ہیں - درج رہے کہ ہمارا یہہ ہرگز ہرگز منشا نہیں ہے کہ ہم کُل اخبار یا اس کا ایک بہت بڑا حصہ اہل ہنود واہل اسلام سے مباحثہ میں ہی خرچ کریں اور چونکہ سردست ہمارے پاس اس قسم کے لمبے لمبے مضامین موجود ہیں تو ہمارے نامہ نگار جو طول طویل مضامین متعلق مباحثہ بھیجتے ہیں ازراہ مہربانی یاد رکھیں کہ اگر اُن کے مضامین کچھ مدت تک درج اخبار نہیں ہوئے تو اس کا باعث یہہ ہوگا کہ جگہہ کی قلت ہے +

مگر ہم پھر اپنے نامہ نگاروں کو یاد دلاتے ہیں کہ وہ چیدہ چیدہ خبریں ضرور بالضرور ہم کو بھیجتے رہیں اور ہم پھر اُن کو یقین دلایا چاہتے ہیں کہ اِن خبروں کے چھاپنے میں ہم کسی نوع دیر نہ کریں گے +

یہودیوں کی حدیث اور قرآن

متعلق یعقوب

(۱) سورہ یوسف ۷، ۹ میں لکھا ہے کہ یعقوب نے جس وقت اپنے بیٹوں کو مصر بھیجدیا انہیں کہا کہ مختلف دروازوں میں داخل ہو - یہہ بات توریت میں نہیں ہے لیکن مدراش ربا پارہ ۹۱ میں پائی جاتی ہے اور وہیں سے لفظ بلفظ نقل کی ہے +

(۲) سورہ یوسف ۸۶ میں محمد کہتا ہے یعقوب نے الہام سے معلوم کیا کہ یوسف زندہ ہے یہہ بات حقیقی الہام کے محض برخلاف ہے دیکھو پیدایش کی کتاب ۳۷: ۳۵ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب بالکل آگاہ نہیں تھا کہ یوسف زندہ ہے - ہم اس بات میں محمد کی تعریف کرتے ہیں کہ خود تو کچھ نہیں بنایا اور بنانے کی ضرورت ہی کونسی آپڑی تھی جبکہ یہہ بات مدراش حلکوت ۱۴۳ میں صاف لکھی ہوئی تھی کہ یعقوب کو معلوم تھا - آجکل کوئی دعویٰ نہیں کرتا نہ یہودی نہ مسیحی نہ مسلمان کہ یہودیوں کی حدیثیں الہامی کتابیں ہیں جب توریت اور یہودی حدیث میں اختلاف موجود ہے اور قرآن حدیث کی بات کو مانتا ہے تو اہل دانش غور فرماسکتے ہیں کہ قرآن کا الہام کس قسم کا ہے +

نورافشاں

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب + پادری ایچ گولکن صاحب + مسٹر ایم۔ ایل رلیارام صاحب۔ بی۔ اے + پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ اسیسٹینٹ ایڈیٹرز

ہندوستان کی کایاپلٹ

اور

اُس میں مسیحی مذہب کی ضرورت

نمبر

سلسلے کیلئے دیکھو نورافشاں نمبر ۳۱ مطبوعہ ۳۱ جولائی ۱۸۹۶ء

ناظرین پر واضح رہے۔ کہ ہم صرف اس امر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں اوپر ہم نے ہندوستان کے مختلف مذاہب اور اُن کی تبدیلیوں پر مختصراً ریمارک کر دیا ہے۔ باوجود اس کے اگر کسی کو اسلام کے عروج اور زوال کے بارے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ سر ولیم میور صاحب کی کتاب "اسلام اور محمد" کو جو پنجاب ریلجس بک سوسائیٹی کے کتب خانہ میں قیمتاً مل سکتی ہے۔ خرید کر مطالعہ کرے۔ اس کتاب کے سلیس مضامین اور عام فہم مطالب کو پڑھنے سے یقین تو ہے۔ کہ اس کی کافی تسلی ہو سکے گی +

سکھ مذہب میں بھی یوماً فیوماً فریق بندی کی وبا پھیلتی جاتی ہے۔ ایک فرقہ اپنے خیالات میں دوسرے فرقے کے خیالات کے برعکس ہے۔ مثلاً ایک فرقہ تو ایسا ہے کہ جو سوشیل اصلاح کے درپے ہے۔ اور غیر ذات میں شادی کرنے کو جائز سمجھتا ہے اس کے مقابل ایک دوسرا فرقہ ہے۔ جو اس کے بالکل برعکس ہے وقس علی ھذا +

سوشیل ترقی کے لحاظ سے تو کل ہندوستان کو یوں سمجھو کہ وہ گویا بالکل مسیحیت کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ مغربی تعلیم کے دل لبھا لینے والے کرشموں نے قدیم عقاید کو طاق نسیان پر رکھ چھوڑا ہے اور اس لئے ہند ان ناپائیدار اور نئے نئے مذہبی خیالوں کے بجائے جو سدا منتشر اور متبدل رہتے ہیں ایک ایسا مذہب چاہتا ہے۔ جو مستقل اور مستحکم ہو۔ اس میں شک نہیں کہ آنیوالی روشنی اپنی افق سے نمودار ہو چلی ہے۔ جس سے یقیناً ہمارا ملک ہند پھر از سر نو پیدا ہونیکی تسلی بخش خوشخبری سنتا ہے۔ ہماری قوم کی پرانی بندشیں اور رکاوٹیں جو ہمارے اہل وطن کو حضیض نکبت میں گرا رہی تھیں چندروزہ مہمان نظر آتی ہیں۔ اور اُمید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں اپنا بوریہ بندھنا سمیٹ کر کسی اور بدقسمت زمین کا راستہ لینے والی ہیں۔ جیسا کہ اوپر ظاہر ہوا۔ ہمارا نوجوان ہند ایک عجیب مذبذبانہ اور متزلزل حالت کے شکنجہ عذاب میں گرفتار ہے مختلف خیالات کے اُٹھنے سے وہ گویا بے بادبان کشتی کی طرح شک و شبہہ کے سمندر میں بے روک ٹوک چلا جاتا ہے۔ ادھر تو ملحدوں کی زہر میں بجھے ہوئے خیالات ہیں اور دوسری طرف آباؤاجداد کی قدیم دستورات کی بندشیں جن سے اس کے سارے پرزے ڈھیلے پڑتے جاتے ہیں۔ لیکن یہہ بات کچھ کم خوشی کی نہیں ہے۔ کہ زمانہ کی رفتار اور مغربی تعلیم کی تیز شعاعوں نے ان کو صفحہ روزگار سے حرف غلط کی طرح محو کر دینے میں بڑی چابکدستی سے کام لیا ہے جس سے ان کی قدیم عقاید کی کشتی میں رخنے پڑے جاتے ہیں۔ اور وہ کشتی بلا کمپاس یا چارٹ کے شک و شبہہ کے سمندر میں ڈگمگا رہی ہے +

یہہ وہی ہند ہے جو اپنے حکیمانہ خیالات کی بنا پر ایک ایسا مستحکم قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ جس میں جنبش یا تنزل کا وہم و خیال بھی نہیں آتا تھا۔ مگر اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی بنیاد سے ہل گیا ہے۔ اور سوائے اس کے اس کو چارہ بھی کیا تھا۔ کیونکہ اب اس کو ایک ایسی تہذیب کے مقابل ہونا پڑا۔ جو اپنے خیالات اور کمالات کی وجہہ سے اس سے کہیں اعلیٰ ہے۔ یہہ وہ تہذیب ہے جس کے یقین کی بنا مشاہدات پر مبنی ہے +

خدا جانے انگریزی تعلیم نے ہمارے نوجوان تعلیم یافتوں کے کانوں میں کیا پھونک دیا ہے۔ کہ وہ آپ ہی آپ اپنے پرانے دیوی دیوتاؤں کے خیالات اور اُن کی پرستش سے جی چراتے جاتے ہیں۔ ہندو مذہب نے تو کمال ہی کر دیا ہے یہہ مذہب تعلیم یافتوں اور غیر تعلیم یافتوں کے درمیان صرف ایک کشمکش کا باعث ہو گیا ہے۔ ایک فریق تو قدم آگے بڑھانا چاہتا ہے۔ دوسرا نظر حسرت سے قدیم زمانے کی ترقیوں کو دیکھ دیکھ کر وہیں بے حس و حرکت کھڑے چٹخارے لے رہا ہے۔ اس میں تو شک نہیں کہ اب بھی بعض تعلیم یافتہ نوجوان پرانی رسم و ریت کے پابند رہ کر اپنے آزادانہ خیالات کا خون کرتے ہیں۔ پر اندر سے ان کے دل کو ٹٹولو۔ تو ان دستورات سے اُچاٹ اور اُداس ہیں۔ کیا ہوا اگر وہ اپنی نفرت کو اعلانیہ ظاہر نہیں کرتے۔ وہ قدیم طریقوں کو بعض اپنی خانگی پیچیدگیوں کی وجہہ سے طوعاً و کرہاً مانے تو جاتے ہیں۔ پر ان کا دل ہے کہ اندر ہی اندر کڑھتا اور اس نالائق جوئے سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ کیونکہ موجودہ تعلیم کی روشنی کے سامنے پرانی رسومات سخت مکروہ معلوم ہوتی ہیں +

پنجم۔ علاوہ اس مغربی تہذیب اور تعلیم اور اس کے خارجی ضروریات کے جو تہذیب کے متعلق ہیں۔ جسکی چمک دمک اور ٹیپ ٹاپ کو دیکھکر پائے ثبات ڈگمگا جانا ممکنات سے ہے۔ اور جس نے ہندوستان کی صورت ہی کو بدل ڈالا ہے۔ اور جس کی طفیل سے ہر چہار طرف سے آرام و آسایش اور اعلیٰ درجے کی خوش آئند زندگی کے سامان نظر آ رہے ہیں۔ ہندوستان میں اس مذہب نے قدم جمایا ہے جس کی شان میں سر ولیم ہنٹر صاحب نے یوں فرمایا ہے کہ "مذہب عیسوی انگریزی کی اعلیٰ خوبیوں کا بانی اور سرچشمہ ہے" مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ اول ہی اول انگریزوں کے فطرتی تقاضوں نے بردہ فروشی کو جائز رکھا مگر مسیحیت ہی نے اُس کو جڑ سے اُکھاڑا۔ اسیطرح ملکی آمدنی کی ترقی کی خاطر انگریزوں نے اس ملک

میں شراب اور ہر ایک قسم کی نشی شئے کا لیسنس دے چھوڑا ہی پرسیحیت نے بھی اپنی نارضامندی کی آواز بلند کی ہوئی ہی - حتی کہ انگریزوں ہی میں سے اکثروں نے ولایت - ہندوستان اور تمام نوآبادیوں میں ےنوشی کے انسداد کے لئے انجمنیں قایم کیں - کمپنی کے زمانوں میں اکثر انگریز ہندوستان میں تعلیم دینے کے اصول کے مخالف تھے - پر انہی میں سے سچارلس گرانٹ صاحب اور شری ولبن جیسے صاحب موجود تھے جنہوں نے مسیحی فرض کے مطابق ہندوستان کو تعلیم دینا ضروری سمجھا اور اس مطلب کے لئے پارلیمنٹ بلکہ گھر گھر تک اس کا چرچا کیا ہی - اس لحاظ سے بھی اگر مسیحیت کا اسلام سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا - کہ اسلام نے تبھی تک فروغ پایا جب تک کہ سلطنت کا ہاتھہ مذہب کا معاون رہا یعنے مذہب سلطنت کا جزو اعظم سمجھا گیا - پر مسیحیت ہمیشہ سلطنت سے الگ تھلگ رہی ہی - بلکہ اکثر سرکاری بے جا حرکتوں اور ناروا باتوں پر نکتہ چینی کرتی رہی ہی +

ہندو مذہب کا مقابلہ اب ایک ایسے مذہب سے آن پڑا ہی - جو کسی طرح مغلوب ہونے والی آسامی نہیں اور نہ ہی کسی ایسے عہدوپیمان کے لالچ کا ڈھنگ ڈالتا ہی - کہ جس سے وہ غیر مذہب کے ساتھہ اتفاق کرے یا اس کا ساتھ دیوے - مسیحی مذہب یورپین تہذیب کی مدد ساتھہ لئے ہوئے ہی اور اس لئے وہ ہند کی تہذیب کا محتاج نہیں - وہ ہندوان کے وہمی اعتقادات کے بالکل منافی اور برعکس ہی - اس لئے ناممکن ہی کہ وہ ہندوؤں کی غیر مربوط اور ناپائیدار سلسلۂ خیالات کے ساتھہ کسی نوع کی موافقت پیدا کرے پھر یہہ ایک عجیب بات ہی کہ ان کل علاقوں میں جہاں محمدی قابض ہیں مثلاً ایشیا کوچک دریائے نیل کے مشرقی اور اُس کے شمالی علاقوں میں جو ابی سینین حبشی بستے ہیں اور وہ فرقہ کاپٹ جو مصر میں ہی اور فرقہ جیکو بائیٹ جو میسوپوٹیمیا میں ہی اور نسطورین جو فارس اور ہندوستان میں ہیں اور آرمینین جو ترکستان میں ہیں یہہ کل فرقے قدیم عیسائی ہیں - اور محمدی علاقوں میں بستے ہیں وہ بیشک بدعت اور خطاؤں میں تو مبتلا ہیں - مگر کیا یہہ عجیب بات نہیں ہی - کہ باوجود ان ظلموں اور تعدیوں کے بھی جو انہوں نے محمدیوں کے ہاتھہ سے سہیں اب تک اپنے مذہب پر قایم ہیں کیا ان کا قایم رہنا اس بات کی دلیل نہیں کہ کبھی نہ کبھی خدا ان کو اپنے کام میں سرخرو اور کامیاب کریگا - اور انہی کے ذریعے مسیح کی اشاعت اور تلقین محمدی ملکوں میں ہوگی +

ششم - گبن صاحب جو مشہور مورخ ہیں اور جنہوں نے سلطنت روما کے عروج وزوال کی تاریخ لکھی ہی مسیحی مذہب کے رومی سلطنت میں ترقی پانے کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں - کہ مسیحی مذہب کے ترقی پانے کی تاریخی وجہہ کیا تھی یہہ یاد رکھنا چاہئے - کہ گبن صاحب مسیحی نہ تھے - بلکہ ایک طرح سے مسیحی مذہب کے سخت مخالف تھے - وہ اپنی کتاب کی پہلی اور دوسری جلد میں اس مذہب کا ذکر کرتے ہیں - جو اس وقت روم اور اس کے نوآباد علاقوں میں رایج تھا - وہ کہتے ہیں کہ یہہ مذہب مختلف متضاد عقاید سے بھرا ہوا تھا - اور مختلف فرقے اس امر پر کم توجہہ دیتے تھے کہ اُن کے اصول میں کوئی اختلاف ہو بلکہ اس بات پر توجہ دیتے تھے - کہ ان کی دینی عبادات میں کہاں تک مطابقت ہی جو پیٹر اپولو اور جینس اور الکمینین - کیپٹولین کے قربان گاہوں کی بخیاں اللہ وتی طور پر تو تحقیر ہوتی تھی اور ظاہر میں توقیر - مصریوں کے دیوتاؤں السیس اور سراپس اور دیگر قدیم رسومات روم کے ہر ایک شہر میں اس کے اپنے دیوتاؤں کے ساتھہ ساتھہ پائے جاتے ہیں +

مراسلات

دیانندی آریوں کا نئی مرگو پرانی مشکو نمین بھرنیکی کوشش کرنا

یہہ تو عام قاعدہ ہی کہ جس سوسائٹی کے پرچارکوں کی زندگی اچھی نہیں ہوتی اُس سوسائٹی کے اخلاق پر اُن پرچارکوں کا بہت برا اثر ہوتا ہی اور وہ لوگ اپنے پرچارکوں کی گفتگو اور عمل میں فرق دیکھکر خود بھی ویسے ہی بلکہ بعض صورتوں میں اُن سے بڑہکر مکار ہو جاتے ہیں ؛ اس طرح سے وہ سوسائٹی خراب ہوتے ہوتے روحانی طور سے بالکل مُردہ ہو جاتی اور سرکرا اوروں کو اپنی بدبو سے متنفر کر دیتی ہی - ایسا ہی حال آریہ سماج کا ہی کہ اُس کے پرچارکوں کی ایسی زندگی کے ہونے کے سبب سے کہ آریہ سماج میں بہت کچھہ مکاری پھیل گئی ہی اور یہہ مکاری بڑہتے بڑہتے دیگر سوسائیٹیوں کو اپنی سڑاہٹ کی بدبو سے نقصان پہنچا رہی ہی - چنانچہ اڈیٹر اخبار دہرم جیون اخبار الصدیق فیروزپور سے یہہ الفاظ نقل کرکے " آپ نئے دہرم والوں کی سُتو کر مستی پشبج اس آریہ مذہب ایک برہمن کے لڑکے کو زبردستی پکڑ کر اپنے چوبارے میں لے گیا - غوغائے طفل سے لوگ جمع ہوگئے اور وہ ذات شریف چوبارے پر سے کود کر کہیں کو رفو چکر ہو گئے " عام طور سے آریہ سماج کی نسبت یوں کہتا ہی " آریہ سماج کے مجمع میں شامل ہوکر ہر ایک ایسا شخص جو برہمنوں کو کسی مرتبہ پوپ پوپ کہکر گالیاں دے سکے اور دیگر مذاہب کے بانیوں خصوصاً حضرت مسیح اور برہم دہرم کے ہادیوں کو کم سے کم سات بار صلواتیں سُنا سکیں وہ ملک دوست بلکہ سیکڑوں آدمیوں کی تعریف

اور واہ واہ کا مستحق ہوجاتا ہے حالانکہ وہی شخص اپنے محلے کے لوگوں یا اور ہندوؤں میں اپنی ان کرتوتوں کے لئے نہایت حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ آریا سماج کے نزدیک شرح اور نیکی وبدی صرف ڈھکوسلا ہے اصل میں کچھ نہیں ہے۔

چونکہ آریہ سماج کوئی مذہبی فرقہ نہیں ہے بلکہ صرف ملکی ترقی کے نام سے مذہب کا دم بھرا جاتا ہے اس واسطے کچھ پرواہ نہیں کی جاتی کہ اس کے پرچارکوں کی نج کی زندگی کیسی ہے بلا سوچے سمجھے جو چاہتا ہے اسی کو پرچارک بنا لیا جاتا ہے اخبار دہرم جیون مطبوعہ ۸ فروری ۱۸۹۷ء میں ”دیس سدہار مذہب اور دودن کی فقیری“ کے عنوان سے ایک چھٹی شایع ہوئی ہے جس میں یہہ بات ظاہر کی گئی ہے کہ ایک بدچلن تعلیم یافتہ نوجوان نہ صرف یہہ کہ آریہ سماج کی انترنگ سبھا کا ممبر مقرر کیا گیا بلکہ ادہر اُدہر بیرون جات میں جاکر بیاکھیان بھی دیتا تھا اور آریہ سماج میں اُس کی بڑی تعریف ہوتی تھی اس کو دیکھکر منشی کریم بخش صاحب لاہوری نے اپنی مندرجہ ذیل رائے ظاہر کی ”آریہ سماج میں ایسے لڑکے جو دہرم یعنی مذہب کو لغو سمجھتے ہیں گو بی۔ اے یا۔ ایم۔ اے یا کالج کے پروفیسر بنے ہوئے ہیں بھرے پڑے ہیں معلوم نہیں آریہ سماج ان پر کیوں فخر کرتا ہے“!

ذیل میں ہم اور ایک چھٹی اخبار دہرم جیون سے نقل کرتے ہیں کہ جس میں آریہ سماج کے ایک سرسوتی پرچارک کا کچھ حال درج ہے اور اُس کے لکھنے والے ایک رسالہ کے اڈیٹر ہیں اور مدت تک آریہ سماج کے لیڈنگ ممبر رہے اور پنڈت دیانند سے بھی اُن کا بہت کچھ تعلق رہا لیکن تجربہ کے بعد جب اُن کو پنڈت صاحب اور اُن کے فرقہ کا اصلی حال معلوم ہو گیا تو علیحدگی اختیار کی اُنہیں اس فرقہ کا حال خوب معلوم ہے +

برمہہ چاری ....نند سرستی جی

”ان کا دورہ اکثر روہیلکھنڈ اور اودہ میں ہوا کرتا تھا.....

پہلے چونکہ یہہ آریہ سماج کے خلاف تھے اب آریہ سماجیوں نے ان کا اپنے ساتھ ملجانا اکسیر سمجھا...... اور آریہ سماجیوں کے جگہہ جگہہ نوٹس نکلے کہ سری مہاراج برمہہ چاری .... نند سرسوتی جی جو بڑے وددان براہمن ہیں۔ اور جنہوں نے لوگ ابھیاس کے لئے سنیاس دہارن کیا ہے۔ اس سماج میں تشریف لائے ہیں....... علاوہ سیٹ پوجا کے نقد بھی ہاتھ لگنے لگا۔ غرضکہ پنڈت دیانند سرسوتی کی طرح لوبھ نے ان کو بھی دہر جکڑا...... ایک روز برمہہ چاری جی شاہجہان پور پہنچے اور اپنے پورانے دوست سے جن کے مکان پر آپ پہلے سے ٹھہرا کرتے تھے۔ اور جس کے پاس آپکا روپیہ جمع تھا کہنے لگے کہ ہمارے ایک گربھائی ہردوار میں سخت بیمار ہیں۔ اُنہوں نے ہمکو بلایا ہے۔ کچھ روپیہ اکٹھا ہو جاوے تو ان کو لے آویں۔ یہہ ڈہکوسلا نکل روپیہ بٹور چلدئے اور بعد چند روز کے جب واپس آئے تو دیکھا گیا کہ ایک خوبصورت لڑکا آپکے ہمراہ ہے۔ جس نے پوچھا اسکو اپنا چیلہ بتایا جن کے مکان پر ٹھہرا کرتے تھے۔ اُنہوں نے جب باصرار پوچھا تو ایک روز تخلیہ میں فرمانے لگے کہ دراصل یہہ ہمارا چھوٹا بھائی ہے۔ جب ہم ہردوار پہنچے تو ایک روز ایک سنیاسی کے پاس بیٹھے ہوئے مباحثہ کر رہے تھے کہ اتفاقیہ ہماری ماتا اور دونوں بھائی کہ جن سے چھپکر ہم بھاگ آئے تھے۔ آموجود ہوئے۔ اور لگے مجھ سے پوچھنے کہ باوجی آپکا جنم استھان کہاں ہے۔ ہم نے اپنے تئیں چھپا کر اپنا جنم استھان بنگالہ بتا دیا۔ اس پر ہماری ماتا رونے لگی اور کہا کہ او کمبخت فقیر ہو کر بھی تو نے جھوٹ نہیں چھوڑا۔ آ چل ہمارے ساتھ ہو۔ تیرے بواہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں تو کہاں بھاگ آیا۔ ہم تجھکو ڈہونڈہتے پھرتے ہیں۔ یہہ کہہ اور مجھ سے بغلگیر ہو کر زار زار رونے لگیں۔ تب تو مجھ سے بھی نہ رہا گیا۔ ہم سب رونے لگے۔ وہاں میلہ لگ گیا آخرکار مجھکو وعدہ کرنا پڑا کہ میں اپنا روپیہ لے آؤں۔ جو کئی جگہہ رکھا ہوا ہے۔ پھر تمہارے ساتھ چلونگا۔ چنانچہ میری ماتا نے میرا اعتبار نہ کر کے اس چھوٹے بھائی کو میرے ساتھ کر دیا ہے۔ اتنا ذکر کر کے برمہہ چاری جی نے سخت تاکید کر دی کہ یہہ معاملہ کسی سے نہ کہا جاوے۔

اس کے دوسرے روز جن کے ہاں ٹھہرے تھے اُن کی گھڑیالی کی زنجیر چرا کر اور اپنا روپیہ لیکر دونوں وہاں سے چلتے ہوئے اس کے چند روز بعد جن کے مکان پر ٹھہرے تھے اُن کے پاس بنارس اشو میدہ گھاٹ اناتھالے پاٹھ شالا کے ادہیاپک کا ایک خط آیا کہ سنا ہے فلاں بدمعاش فلاں روپ میں یہاں کے ایک رئیس کے لڑکے کو بھگا کر لے گیا ہے...... یہہ آریہ سماجیوں کے ہادیوں میں سے ایک ویدکت دہرم کے پرچارک سرسوتی مہاتما کا حال ہے۔ ان کے سوائے بہت سے سرسوتی صاحبان ہیں ایسے ناکردنی افعال کے مرتکب ہوتے ہیں کہ لکھتے اور کہتے شرم معلوم ہوتی ہے........ آیندہ بوقت فرصت ان کے ایک اور گرو برمہہ چاری...... سرسوتی جی کا عجیب وغریب حال لکھونگا۔ بریلی آریہ سماج کے اناتھالے کی ایک لڑکی کے عشق میں پھنسکر ان دنوں وہ دیانندی ویدک منتر و نگی مالا پھیر رہے ہیں“ +

اخبار کوہ نور کے ایک نامہ نگار نے جہجر سے ایک دیانندی سادہو اور عام دیانندیوں کی حالت پر جو مضمون لکھا تھا اُس میں سے ذیل کے الفاظ غور کے لائق ہیں ”بہت سے آریہ سادہوؤں کے بھیس میں پھرتے ہیں..... اسی طرح کے ایک سادہو یہاں بھی تشریف لائے تھے..... پنڈتوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ آریہ ہیں۔ تب اُنہوں نے فرمایا کہ نہیں میں آریہ نہیں ہوں سادہو ہوں اور الہ آباد جانا چاہتا ہوں۔ برہمنوں نے چندہ کر کے سفرخرچ دیا اور رخصت کر دیا مگر روز کے ہم نشین جانتے تھے کہ وہ آریہ تھے“۔

اسی طرح ایک دفعہ فیروزپور کے علاقہ میں لوکے نامی ایک سکھوں کے گانوں میں آریہ سماج نے یہہ افواہ مشہور کی کہ گل گانوں عیسائی ہونے والا ہے اپنے دو پرچارک بھیجے جن کے سر پر کیس تھے چنانچہ اُنہوں نے وہاں جاکر جھوٹ موٹ یہہ مشہور کیا کہ وہ سنگہ سبھا کے پرچارک ہیں مگر بعد میں بھید

کھل گیا اور معلوم ہو گیا کہ وہ آریہ سماج کے پرچارک ہیں اور آریہ سماج کی ہی طرف سے بھیجے گئے ہیں اُنہوں نے یہہ جھوٹھ اس غرض سے بولا تھا کہ سنگھ سبھا اس سبب سے کہ پنڈت دیانند نے بابا نانک کو دمبھی (مکار) کہا ہے آریہ سماج سے نفرت رکھتی ہے اگر ہم نے اپنے تئیں آریہ ظاہر کیا تو لوگ نہ صرف ہم سے نفرت کریں گے اور ہماری خاطر تواضع نہیں ہوگی بلکہ ہم عیسائیوں کے مقابلے میں بھی ان کو اپنی طرف راغب نہیں کرسکیں گے +

ہمارے خیال میں آریہ سماج کے پرچارکوں کے بُرے اخلاق کو ظاہر کرنے کے لئے اسی قدر شہادتیں کافی ہیں عدالت میں کسی بات کو ثابت کرنے کے لئے دو معتبر گواہوں کی شہادت ہونی چاہئے یہاں ہمنے دو سے زیادہ شہادتیں اس غرض سے پیش کردیں ہیں کہ آریہ سماج اور اُس کے پرچارکوں کا معمولی اخلاق بھی اچھا نہیں ہے اور ایسا بُرا اخلاق نہ صرف کسی ایک دو شخصوں کا ہی ہے بلکہ مجملاً آریہ سماجوں کی ایسی ہی حالت ہے اس واسطے اب ہمارے اس دعوے کے ثابت ہونے میں کیا شک رہا کہ آریہ سماج کوئی مذہبی سماج نہیں ہے بلکہ مکاروں کی ایک جماعت ہے جو مذہب کو اپنے ملکی ترقی کے نشانہ کی ٹٹی بنا لیتے ہیں +

X

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۳۲ ۔ مطبوعہ ۷ ۔ اگست ۱۸۹۶ء

سوامی وویکانند کا درس چکاگو

روح

سوامی صاحب فرماتے ہیں "میں جسم نہیں ہوں۔ جسم میں رہنے والی ایک روح ہوں۔ جسم مرجائیگا مگر میں نہ مرونگا۔ میں اب بھی جسم میں موجود ہوں اور جب جسم نہ رہیگا میں پھر بھی زندہ رہونگا۔ میں زمانہ ماضی میں بھی زندہ تھا۔ روح نیستی سے پیدا نہیں کی گئی کیونکہ پیدایش کے معنے ترکیب پانا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ زمانہ مستقبل میں فنا ہو جاوے۔ پس اگر روح پیدا کی ہوئی ہو تو اُس کے لئے موت بھی ضروری ہے اس لئے نتیجہ یہہ نکلا کہ یہہ پیدا نہیں کی گئی"

ہم اس کا دندان شکن جواب تردید تناسخ میں سوامی صاحب کو دے چکے ہیں اور وہاں مفصل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ سوامی صاحب نے محض جھک مارا ہے اور ناحق خلقت کو اپنی بیہودہ گوئی پر ہنسایا ہے لیکن دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید اب بھی کچھ کہتے ہیں۔ سوامی صاحب کو کس طرح معلوم ہوا کہ روح نیستی سے پیدا نہیں کی گئی۔ پیدایش کے معنی ترکیب دینے کے نہیں اور اگر بالفرض یہہ معنی تسلیم کرلئے جاویں تو یہہ ضروری نہیں کہ آیندہ فنا پذیر ہو جبتک کہ خدا کی مرضی نہو۔ اگر خدا کی مرضی فنا کرنے کی نہیں تو ایسا نہ ہوگا۔ اگر خدا کی مرضی نیستی سے روح کے پیدا کرنے کی ہوئی تو روح نیستی سے ہی پیدا ہوئی ہے نہ کسی اور طرح پر۔

ہندو مذہب کے مطابق روح دیوتا راکھشش حیوان پرند کیڑے مکوڑے مچھلی نباتات یہانتک کہ جمادات میں بھی چلی جا سکتی ہے ان انادی پدارتھوں کا کون شمار کرسکتا ہے۔ کیا یہہ کامل طور پر غیر مدلل نہیں ہے؟ اسقدر غیر محدود اجسام میں انادی اشیا کا جانا غلط ہے کیونکہ واحد خدائے عظیم قادر مطلق روحانی اور مادی مرئی اور غیر مرئی اشیا کے واسطے کافی مسبب الاسباب ہے اگر کوئی آدمی اپنے دنیوی والدین کے وجود سے انکار کرنے تو یہہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن ہمارے خالق اور آسمانی باپ کے وجود سے انکار کرنا اس سے بھی کہیں زیادہ بڑا گناہ ہے۔

اگر ہماری روحیں ابدی اور اپنے آپ ہی وجود میں آئی ہیں تو ہم ایک قسم کے چھوٹے خدا ہیں۔ اس حالت میں ہمارا تعلق خدا کے ساتھ بدل جاتا ہے۔ بادشاہ اور رعایا کا تعلق جیسا ہو جائیگا اُس کا حق ہم پر اسی واسطے مانا جاویگا کہ وہ ہم سے طاقتور ہے چونکہ اس کے ہاتھ میں یہہ طاقت ہے کہ وہ ہمکو نقصان یا فائدہ پہنچا سکے صرف اس لئے ہمیں اسکی عزت کرنی چاہئے اس میں وہ محبت نہیں ہے جو ایک بچہ کو اپنے باپ کی طرف ہوتی ہے اس کو ہم سچا مذہب نہیں کہہ سکتے +

رہی یہہ بات کہ سوامی صاحب کہتے ہیں کہ میں زمانہ ماضی میں بھی زندہ تھا۔ اگر کوئی پوچھے کہ واقعات گذشتہ بھی آپ بتلا سکتے ہیں یا نہیں؟ تو حضرت کے پاس ڈھاک کے تین پات ہیں +

آپ کہتے ہیں "مجھے گذشتہ زندگی کے حالات کیوں یاد نہیں یہہ آسانی سے بتلایا جاسکتا ہے۔ میں اس وقت انگریزی بول رہا ہوں لیکن یہہ میری مادری زبان نہیں ہے۔ فی الحقیقت میری مادری زبان کا ایک لفظ بھی میری قوت مدرکہ میں موجود نہیں ہے۔ ایسے الفاظ یاد کرنے دو۔ ابھی قوت مدرکہ میں آموجود ہونگے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہماری قوت مدرکہ ہماری اندرونی سمندر کی سطح کی مانند ہے جس کی گہرائی میں ہمارے تمام تجربے جمع ہیں کوشش کرو وہ سب اوپر آجائیں گے بلکہ گذشتہ زندگی کے تجربات بھی معلوم ہو جائیں گے۔ یہہ درست اور مدلل شہادت ہے تصدیق ہر خیال کا پکا ثبوت مانا جاتا ہے اور ہمارے رشیوں نے تمام دنیا کے مقابلہ میں اس بات کا دعوی کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے۔ ہمنے وہ راز معلوم کرلیا ہے جس سے ہم قوت حافظہ کے سمندر کے حالات دریافت کرسکتے ہیں۔ اُن طریقوں کا استعمال کرو پچھلے جنم کے حالات پورے طور سے یاد آجائینگے" سوامی نے کہا ہے کہ گذشتہ حالات کے یاد کرنیکی مدلل اور راست شہادت موجود ہے اس کا جواب یہہ ہے کہ ایسی شہادت پیش نہیں کی گئی۔ انڈین نیشن کہتا ہے "ہمنے بذات خود یہہ تمام کوششیں کر دیکھی ہیں۔ ہم تو پچھلے حالات معلوم نہیں کرسکتے اور ہم نہایت خوش ہونگے اگر سوامی صاحب اپنی یادداشت سے ہمکو کچھ فائدہ پہنچائیں" ہماری ناچیز عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی ہے کہ تصدیق کسی خیال کا کامل ثبوت ہے اگر قبول بھی کیا جاوے تو تصدیق ہے کہاں؟

سوامی صاحب جھوٹی گپ مارتے ہیں کہ ہمنے وہ راز معلوم

کرلیا ہو جس سے پچھلے حالات معلوم ہوسکیں۔ ہم سے تو ایسا نہیں ہوسکتا"۔ سوامی صاحب! ذرا ٹھہراؤ اور ہرگز یہہ کلمہ زبان پر نہ لاؤ کہ یوں کرسکتے ہیں اور دُوں کرسکتے ہیں۔ ہم تمام سوامیوں پرم ہنسوں ہندوستان اور تبت کے مہاتماؤں سے بطور دعوے کے کہتے ہیں کہ اپنے پچھلے جنم کے بے کم وکاست حال ظاہر کرو۔ ہند کی قدیم تاریخ نہیں ہو اس کے حالات بتلاؤ۔ نواح بنارس میں سرناتھ کے قریب بودہ مذہب کے کھنڈر خاک سیاہ ہوئے پڑے ہیں اُن کے جل جانے کا مفصل حال بتلاؤ۔

یہہ اعتراض کیا جاتا ہو کہ ہم پچھلے جنم کے حالات اس واسطے نہیں بتلاسکتے کہ مایا کے جال میں اُلجھ رہے ہیں تو یہہ بتلاؤ کہ اس کا کیا سبب ہو کہ پچھلے جنم کے حالات معلوم کرنے پر مایا کا اثر پڑا اور موجودہ باتیں بیان کرنے میں مایا کا اثر نہ ہوا۔ حضرت ذرا گریبان میں سر ڈالکر کہیں غرق ہوجاؤ تمہاری جتنی باتیں ہیں سب بے تکی اور غیر مدلل۔ صاف حقیقت یہہ ہو کہ ایک غلط خیال کی دوسرے غلط خیال سے تائید کرتے ہو اور اس طرح جہل مرکب میں پھنس گئے ہو ہم پچھلے جنم کے حالات یاد نہیں کرسکتے کیونکہ نہ ہم موجود تھے اور نہ واقعات واقع ہوئے۔ ہمکو موجودہ زندگی کے حالات معلوم ہیں کیونکہ ہم موجود ہیں۔

سوامی صاحب کہتے ہیں "ہندو کا یہہ یقین ہو کہ وہ روح ہو جس کو تلوار کاٹ نہیں سکتی۔ آگ جلا نہیں سکتی پانی گلا نہیں سکتا۔ ہوا خشک نہیں کرسکتی۔ ہندو کا یہہ یقین ہو کہ ہر ایک روح ایک ایسا دائرہ ہو کہ جس کا محیط کہیں نہیں اور جس کا مرکز جسم میں ہو اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں اس مرکز کی تبدیلی کا نام موت ہو"۔ انڈین میشن اس کا یوں جواب دیتا ہو کہ کیا صرف ہندوؤں کا ہی یہہ یقین ہو۔ ہر شخص جس کا روح پر یقین ہو اپنے آپکو روح سمجھتا ہو۔ تنہا ہندو ہی صرف اسبات پر یقین نہیں رکھتے بلکہ اور بھی رکھتے ہیں اور دوسرے قول کو بھی کہ انسانی روح ابدی اور باقی ہو سوائے ہندوؤں کے اور بھی مانتے ہیں بلکہ بقائے روح کی بابت مسیحی سب سے زیادہ زور دیتے ہیں۔

البتہ مسیحی ہندوؤں کے مانند روح کا قد وقامت قرار نہیں دیتے سوامی صاحب کا خیال یہہ ہو کہ روح ایک ایسا دائرہ ہو کہ جس کا محیط کہیں نہیں لیکن جس کا مرکز جسم میں ہو۔ یہہ رائے وشیشتک شاشتر کی ہو۔ چونکہ ایتھر تمام دنیا میں پھیل رہا ہو اس لئے بہت ہی بڑا ہو اور روح بھی ایسی ہی ہو اس کے برخلاف کٹھا اُپنشد میں یوں لکھا ہو۔

روح جو انگوٹھے کے برابر ہو جسم کے وسط میں رہتی ہو۔ سویتا شوتر اُپنشد تیج الٹیں باہمدگر مخالف پیش کرتی ہو روح انگوٹھے کے برابر ہو۔ روح بال کا دس ہزاروان حصہ ہو۔ اور غیر محدود سمجھی جاتی ہو۔

ان خیالات کو ظاہر کرنے سے تو یہی بہتر تھا کہ سوامی صاحب یہہ کہدیتے کہ ہمکو روح کا حال معلوم نہیں جیسا کہ مصنفان ویدنے ادہر ادہر کی گپ شپ مارکر اور جب کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا تو آخر میں یہہ کہدیا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔

ہندوستانی کلیسیا کی ترقی کیوں نہیں ہوتی؟

(نمبر ۲)

میں نے بیانِ اول میں یہہ دکھلایا کہ ایسے لوگوں کو بپتسمہ دینے سے جنکے دل تبدیل نہ ہوئے کلیسیا کی ترقی کو بڑا بھاری نقصان ہوا۔ اور اب میں یہہ دکھلانے چاہتا ہوں کہ ہماری کلیسیا کی ترقی نہ ہونے کا اور ایک سبب یہہ ہو کہ بہتیرے لوگ ایسے مناد ہوکر منادی کا کام کرتے ہیں جن کے دل تبدیل نہیں ہوئے۔

لفظ مناد سے میرا مقصد یہہ ہو کہ وے جو خدا کی کلام کی خدمت کرتے ہیں۔ اس میں پادری کیٹی کسٹ۔ بائبل ٹیچر سب شامل ہیں پرانے عہد نامے کے نبی اور نئے عہد نامے کے مناد قریب ایکہی ہیں۔

لفظ نبی کے اصلی معنے یہہ ہیں کہ جو دوسرے کی طرف سے بولتا ہو۔ یونانی پرا روا سطے۔ اوفیسو معنے بولنا سو پرافٹ یا نبی لفظ کے معنے جو دوسرے کے واسطے بولتا ہو۔ جو دوسرے کا ایلچی ہوکر اُس کا پیغام دیتا ہو۔ اس لئے نبی خدا کی طرف سے بولنے والا ہو۔ وہ خدا کا ایلچی ہو۔ اکثر نبیوں کی کتابوں میں جب کبھی پیغام کسی قوم کے لئے دیا جاتا تھا۔ تو وہ یوں شروع ہوتا تھا کہ خداوند یوں فرماتا ہو وغیرہ۔

پس نبی خدا کا ایلچی تھا اور خدا کی طرف سے کسی خاص قوم یا جماعت کے پاس بھیجا جاتا تھا اور نبی کے پاس کوئی پیغام خاص ہوتا تھا۔ اور نبی دلیری اور سچائی کے ساتھ اس پیغام کو سنا دیتا تھا۔ یوں نبی کو ایک بھاری کام کے واسطے تیار ہونا پڑتا تھا۔ اور اپنی کمزوریئے دور کرنے کو خدا کی طرف سے کوئلے کی آنچ کی بھی برداشت کرنی پڑتی تھی اور تب وہ نبی الگ کے وسیلے سے اس کام پر مقرر کیا جاتا تھا۔ دیکھو یسعیاہ $\frac{6}{7-9}$ ۔

اور نئے عہد کے زمانے میں بھی روح القدس اپنے رسولوں کو خاص کام کے لئے الگ کیا کرتی تھی۔ اور اب بھی انجیل کے خدمت گاروں سے سوال یہ کہا جاتا ہو کہ کیا تم بھی روح القدس سے الگ کئے گئے ہو یا نہیں؟ اور یہہ بھی غور طلب بات ہو کہ خدا کے ایلچیوں اور روح القدس نے الگ کئے ہوؤں کی چال چلن کیسی ہونی چاہئے؟

اس بزرگ اسپرجن صاحب نے پاسبانوں سے کہا۔ کہ تم اپنی اپنی کلیسیاؤں کی گھڑی ہو۔ جس کے ساتھ کل کلیسیا کے شرکا اپنی اپنی چال چلن کی گھڑی ملاتے رہتے ہیں

جیسا کہ سرکاری گھڑی کے وقت کے غلط ہونے سے سارے شہر کی گھڑیوں کے وقت غلط ہو جاتے ہیں ویسے ہی پاسبان کی چال چلن کے بگڑ جانے سے تمام کلیسیا کے شرکا کی چال چلن بگڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے پس انجیل کے خدمتگاروں کی زندگی ایک نمونہ کی زندگی ہونی چاہئے۔ یہہ نمونہ نہ صرف کلیسیا کیواسطے ہو بلکہ باہر والوں کے واسطے بھی ہو سکتا ہے۔ انجیل کے مناد کلیسیا کے ستون ہیں۔ اگر ستون کمزور ہوں تو کلیسیا کیونکر قایم رہ سکتی ہے؟ اس لئے منادوں کو صرف نئی پیدایش یافتے ہونا کافی نہیں بلکہ خدا کے فضل میں ایک اعلی نمونے کی زندگی رکھنا چاہئے +

خداوند یسوع مسیح اپنے کام کے لئے سب سے اعلی لوگوں کو چاہتا ہے ہاں اُن کو جن کی زندگی نمونہ ہونے کے قابل ہو +

لیکن اگر اس کے عوض میں یہہ دیکھا جائے کہ لوگ صرف اپنی معاش کے واسطے منادی کا کام اختیار کرتے ہیں تو کیا کلیسیا کی ترقی ہوگی؟ کیا ایسے لوگ جن میں سچی خدمت اور مسیحی روح کا خیال تک نہیں۔ کلیسیا کو بنا کرینگے؟ اور کیا ایسے لوگ کلیسیا کی عمارت پر دے جاینگے؟ ہرگز نہیں۔ اگر پاسبان ایسا شخص ہو تو کلیسیا جلد برباد ہوگی اگر مشیر ایسا شخص ہو تو کلیسیا جلد کوڑے اور کرکٹ سے بھر جائیگی۔ اگر بائبل پڑھانیوالا ایسا شخص ہو تو اس سے کچھ فیض حاصل نہ ہوگا خوفناک نقصان ہوگا کلیسیا کو ایسے لوگوں کی خدمت سے فائدہ کبھی نہ پہنچیگا +

کیا ہم اکثر ایسا نہیں دیکھتے۔ جب کوئی نو مرید عیسائی ہوتا ہے اور اُس کی پرورش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو جب اور کوئی کام نہیں ملتا اس کو مدرسہ علم الہی میں بھیجتے ہیں۔ تا کہ وہ منادی کے کام کے واسطے تیار ہوئے۔ کیا یہہ بلاہٹ خدا کی طرف سے ہے؟ +

یا ایک دوسری طرف دیکھو کہ ایک غریب عیسائی تمام شہروں میں گھومتا رہا۔ اور بال بچے سراؤں میں ٹھوکریں کھاتے رہے۔ آخر کو کسی رحم دل پادری صاحب کے ہاں چلا گیا۔ جب تک پوئر فنڈ سے مدد ہو سکی پادری صاحب کرتے رہے۔ جب پوئر فنڈ میں خرچ نہ رہا تو کیا وہ شخص کہیں منادی کے کام پر مقرر نہیں ہوتا ہے؟-

علاوہ اس کے اب عیسائی نوجوانوں کی طرف غور فرماؤ۔ کہ جب ماں باپ نے اپنے کسی لڑکے کو اچھا۔ ہوشیار۔ ہونہار ترقی کرنے والا دیکھا تو اس کو مدرسہ میں بٹھایا بعدہ اس کو سرکاری کام کرنے کی ترغیب دی۔ اور جب وہ نوکر ہوگیا۔ تو ماں باپ خوش ہوئے؟ خیر اس کے ساتھ ہم بھی خوش ہیں لیکن جب دوسرے لڑکے کو بورڈنگ میں واسطے تعلیم کے بھیجا۔ اور وہ نہایت کند ذہن۔ مار پیٹ میں ہوشیار۔ غبی۔ سست نکلا اور اُستادوں نے تنگ آکر بورڈنگ سے علیحدہ کیا۔ یا خود ہی بھاگ آیا۔ اب وہ نوکری کے لایق نہ دیکھا۔ ٹکٹ کلکٹری ملتی نہ دیکھی۔ ورک شاپ سے محروم پایا۔ تو ماں باپ کو سوجھی کہ چلو اس کو خداوند کی خدمت میں سونپ دو۔ اب وہ اپنے ہوشیار لڑکے کو اپنے ساتھ لیکر کسی صاحب کی کوٹھی پر جاکر خداوند کے سپرد کر گئے۔ سو اب وہ لڑکا مع ایک سارٹیفکٹ کے مدرسہ علم الہی میں چلا گیا۔ اب بتلاؤ کہ اس نوجوان کو کس نے بلایا؟ خدا نے یا دنیا کی روٹی نے؟-

پر خدا کا ایلچی روٹی کی بلاہٹ سے نہیں بلایا جاتا۔ انجیل کی منادی روٹی کمانیکی سبیل نہیں ہے ایسے شخص جب کام پر مقرر ہوتے ہیں تو جا بجا تلاشی تیار کرکے پادری صاحبان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو بپتسمہ دینے سے کلیسیا کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

بنگال میں ایک قسم کے لوگ ہیں جن کو آرکاٹھی کہتے ہیں۔ یہہ لوگ گاؤں گاؤں جاکر طرح طرح سے دہوکہ اور فریب اور لالچ دیکر چاہ کے باغوں کے لئے کُلی اکٹھے کیا کرتے ہیں اور جہاز میں بھر کر آسام کے جنگل کو بھیج دیتے ہیں +

ایسے ہی ہمارے منادوں میں سے وے جو جا بجا لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے لالچ دیتے ہیں جیسے مہتروں سے بیگار کی خلاصی کا وعدہ وغیرہ وے بھی مثل آرکاٹھی کے ہیں۔ اس قسم کے مناد کلیسیا کی ترقی کے نہ ہونے کے ایک بڑے بھاری باعث ہیں۔ میرا مطلب نہیں کہ کل مناد اس قسم کے ہیں بلکہ بہتیرے فرشتوں کی سیرت رکھتے ہیں اور اپنے خداوند کے واسطے اپنا خون بہانے کو تیار ہیں۔ لیکن اب وقت آپہنچا ہے۔ کہ جب اس قسم کے منادوں کو جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے دور کیا جائے۔ اور سچے منادوں کو برکت ملے۔ اور ہندوستانی غیر اقوام میں وے ہی لوگ خداوند مسیح کا جھنڈا بلند کریں +

راقم۔ ل۔ بی۔ رائے۔

خط

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم۔ اگر مناسب ہو تو اس خط کو اخبار نور افشاں کے کسی گوشہ میں درج کرکے بندہ کو مشکور فرمائیے اور اگر آپ کی کوئی حاشیہ بطور شرح منظور ہو تو وہ بھی طبع فرمائیے۔

عرض یہہ ہے کہ آپ "حقیقی سائل" صاحب کے تیسرے سوال کے جواب میں نور افشاں مطبوعہ ۷ اگست ۱۸۹۶ء کے ساتویں صفحہ کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھکو معلوم ہے کہ (بائبل میں) کوئی ایسا کلام نظر نہیں آتا جس میں گنہگار کے مرنے کے بعد کوئی چھوٹنے کی امید ہو"۔ میں جناب کی توجہ مقدس متی کے ۱۲ باب ۳۲ آیت کی طرف رجوع کرتا ہوں جس میں حضرت عیسی خود فرماتے ہیں کہ "جو کوئی ابن آدم کے حق میں برا کہے اُسے معاف ہو سکیگا پر جو روح قدس کے حق میں برا کہے اُسے ہرگز معاف نہ ہوگا۔ نہ اس جہان میں نہ اُس جہان میں"۔ ان الفاظ "نہ اُس جہان میں" سے صاف ثابت ہے کہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں جو اُس جہان میں یعنے گنہگار کے مرنے کے بعد بھی معاف کئے جاتے ہیں۔ میری دانش

میں اس آیت کی اور کوئی تعبیر ہو نہیں سکتی بجز اُس کے کہ گناہ صغیرہ جو گنہگار کے جیتے جی اس جہان میں معاف نہ ہوئے وہ اُس جہان میں بھی معاف کئے جاتے ہیں + راقم صدرالدین

تشریح ۔ ”جہاں تک مجھکو معلوم ہے کوئی ایسا کلام نظر نہیں آتا جس میں گنہگار کے مرنے کے بعد کوئی چھوٹنے کی اُمید ہو“ متی ۱۲: ۳۲ آیت جو معترض نے پیش کی ہے ایسی اُمید کی حقیقی اور کافی بنیاد نہیں معلوم دیتی ۔

اول ۔ ورنہ صفائی سے کیوں نہیں ظاہر ہوئی؟ ایسی بھاری بات اشارہ پر کیوں چھوڑی گئی؟ اور اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے تو یہاں فرمانا خداوند کا صرف اتنا ہی ہے کہ اکثر گناہوں کی معافی اگرچہ ہو سکتی ہے پر ایک قسم کا ایسا گناہ ہے جو مطلقاً معاف نہ ہوگا ۔ باقی رہا یہہ کہ وہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں جو اُس جہان میں یعنے گنہگار کے مرنے کے بعد بھی معاف کئے جاتے ہیں“ ایک ایسا الگ نتیجہ ہے جو اِس عبارت سے تب ہی نکالنا معقول ہے جبکہ یہہ صریح تعلیم اور اَور حوالجات سے صاف ثابت ہو ۔ دوم ۔ یہہ محاورہ ”نہ اِس جہان میں نہ اُس جہان میں“ تاکیدی بلکہ قطعی انکار کے مطلب سے کہا جاتا ہے نہ کہ اُمید دلانے کے خیال سے +

سوئم اغلباً فقرہ ”اُس جہان“ سے عاقبت مراد نہیں پر مسیح کا زمانہ خاص جو پنتیکوست کے دن شروع ہونے والا تھا ۔ اس میں تو ذرا بھی شک نہیں کہ اِس یونانی لفظ کے حقیقی معنے دنیا نہیں پر زمانہ ہے ۔ چنانچہ دیکھو متی ۲۴: ۳ و ۲۸: ۲۰ وغیرہ وغیرہ +

کوئی اس کچی اُمید پر کہ شاید معافی کا موقع پھر بھی کبھی ہاتھ آوے اُس مہلت کی جو خداوند کریم نے گنہگار کو مرنے سے پیشتر عنایت کی ہے حقارت نہ کرے پر اپنی غفلت کو دور کرکے جیتے جی بلکہ فوراً خداوند اپنے نجات دینے والے خدا سے میل حاصل کرے +

بقیہ

افشائے راز محمدی

اب حضرت کو وحی کا اشتیاق دیکھو

اور منقطع ہوئی وحی یعنے اُس ماجرے کے بعد تین برس تک وہ فرشتہ نہ آیا) اتنی حدیث بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی اور زیادہ کیا بخاری نے مسلم کی روایت پر اس کو یہانتک کہ غمگین ہوئے حضرت بیچ اُس خبر کے کہ پہنچی ہے ہمکو حدیثوں سے کہ دلالت کرتی ہیں وجود غم پر غمگین ہوئے اس سے حضرت ایسا غمگین ہونا کہ گئے صبح کو بسبب غم کے کئی بار تاکہ گر پڑیں اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے ۔ پس جبکہ پہنچے اوپر پہاڑوں کے تاکہ ڈال دیں اپنے تئیں پہاڑ سے ظاہر ہوئے جبرائیل ان کے لئے ۔ اور کہتے اے محمد بلاشبہہ تو رسول اللہ کا ہے ۔ پس مطمعٔن ہوتا اور جاتا رہتا بسبب اس کہنے کے حضرت کے دل کا اضطراب اور قلق اور دہشت اور گھبراہٹ اور تسکین پاتا نفس حضرت کا ۔ انتہی

اس بیان کی صداقت قابل غور ہے

۱۔ پہلے تو ناظرین غور فرماویں کہ اس بیان سے رُکن اول دویم اور سویم کی صاف تکذیب کی جاتی ہے ۔ کیونکہ اس بیان سے بخوبی روشن ہے کہ جبرائیل نام محمد صاحب نے پہلی دفعہ ورقہ کی زبانی سُنا ۔ اور محمد صاحب کی گھبراہٹ سے اور تپ لرزہ کے آنے سے ۴۱ برس کا آدمی ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا نظر پڑتا ہے ۔ اگر محمد صاحب نے پیشتر کبھی جبرائیل کی شکل دیکھی تھی اور دل صاف کیا گیا تھا تو اب محمد صاحب کو بخار کیوں آتا ہے ۔ اور ورقہ کے پاس کیوں جاکر عقدہ کشائی کرتے ہیں؟ پس اس حدیث سے صاف صاف ظاہر ہے کہ پہلے تین رکن ضرور لغو ہیں ۔

۲۔ دوسرے اس حدیث کی راوی عائشہ ہے اور یہہ ذکر اُس وقت کا ہے جبکہ عائشہ پیدا بھی نہوئی تھی پس عائشہ کی شہادت اس بارے میں قابل وقعت نہیں ہے +

۳۔ یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ محمد صاحب کو دبانے اور چھوڑ دینے سے ان کی ذات خاص پر کوئی خاص اثر نہوا ۔ محمد صاحب نے یہہ گمان بھی نہ کیا کہ یہہ فرشتہ تھا ۔ بلکہ ان کی ذات پر جو اثر ہوا وہ ایک دشمن کا اثر تھا محمد صاحب نے یہہ خیال کیا کہ کوئی مجھے مارنا چاہتا ہے ۔ اسی باعث سے ظاہر ہے کہ وہ فرشتہ نہ تھا ۔ اور یہی بات محمد صاحب کے ان کلمات سے روشن ہے کہ میں اپنی جان پر ڈرتا ہوں ۔

۴۔ علاوہ اس کے خدیجہ کی تسلی سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد صاحب کا جو بیان تھا اس کے یہی معنے تھے کہ محمد صاحب کو دشمنی کے خوف نے عاجز کیا تھا ۔ کیونکہ خدیجہ فرماتی ہے کہ تو فلانے فلانے نیک کام کرتا ۔ اگر خدیجہ محمد صاحب کے بیان سے یہہ نتیجہ نکالتی کہ محمد صاحب نے فرشتہ دیکھا تو ان نیک کاموں کا کیوں ذکر کرتی ۔ وہ آپ ہی فیصلہ نہ کر دیتی؟ بلکہ برعکس اس کے خدیجہ اختیار کے ساتھ کہتی ہے کہ تجھپر ایسا کبھی نہوگا ۔ پس خدیجہ نے اس بیان سے نتیجہ برائی کا نکالا تو تب ہی یہہ کہا ۔ اگر خدیجہ جانتی کہ فرشتہ تھا تو وہ یوں کیوں کہتی کہ تجھپر ایسا کبھی نہ ہوگا؟ پس محمد صاحب کا سارا بیان خدیجہ کے نزدیک فرشتے کا نظر آنا نہ تھا ۔ بلکہ آدمی کا +

۵۔ صاحبان آپ غور فرماویں کہ محمد صاحب کی اُسوقت کی عبادت اور ریاضت اور چلہ کشی کونسی الہامی کتاب کی پیروی تھی؟ ورد کیا تھا؟ کہاں سے سیکھا تھا؟ ۔ جائے سجدہ کیا تھا؟ طواف کس کعبے کا ہوا کرتا تھا؟

کیا طواف اس کعبے کا نہ کرتے تھے جس میں بہت سے بُت تھے اور کیا غار حرا میں اسی واسطے بیٹھکر عبادت نہ کرتے تھے تاکہ کعبہ نظر پڑتا رہے ۔ بلاشک اسی واسطے یہہ ساری کارروائی تھی ۔ اور بت پرستوں کی رسموں کے مطابق

عبادت بھی ہوتی تھی پھر تعجب کی بات ہو کہ کوئی بت پرست کی اولاد ہو کر اور بت پرستی کی رسموں کو بجا لا کر پیغمبر بن جائے؟ پھر ہم کیوں بت پرستی نہ کریں تاکہ نبی ہو جاویں؟ اور بت پرستی کو کیوں چھوڑیں جس سے خدا خوش ہو کر ہمکو یہہ رتبہ بخش دے؟ غرضکہ یہہ بات بھی نبوت کی نفی میں ہو-

۶ ایک اور بات اس حدیث کی حیرت انگیز ہو- کہ خدیجہ کا بھائی ورقہ قریب المرگ ایک دو دم کا مہمان ہو- اور خدیجہ کو اس کی بیماری اور لاچاری کی فکر نہو؟ محمد صاحب کو اس دم ملب آدمی کے پاس لیجائے اور اُس کے وہم کا علاج کرے اور قریب المرگ کا کچھ خیال نہ ہو- یہہ بھی انسانیت سے بعید ہو- پس یہہ بھی بے بنیاد بات نکلی+

۷ محمد صاحب ورقہ کا جو ایک دو دم کا مہمان تھا بہنوئی تھا- اور دیکھئے خدیجہ فرماتی ہو کہ اے میرے بھائی اپنے بھتیجے کی سُن- اگر یہہ عرب کا محاورہ ہو کہ بہنوئی اپنے سالے کا بھتیجا ہوتا ہو تو ہم لاچار ہیں ورنہ معاملہ دیگر ہو+

۸ غور کرو کہ ورقہ جو حالتِ نزع میں تھا اپنی فکر کرتا ہوگا یا محمد صاحب کے نبی ہونیکی- اور اگر اس نے یہہ خیال بھی کیا ہوگا- تو اس خیال کی صحت پر سند کیا ہوگی؟ کیا ورقہ نبی مانا جائے جو اس کا خیال درست تصور ہو یا مخبوط الحواس خیال کیا جائے- جیسا کہ نزع کی حالت میں ہوتا ہو؟-

۹ ورقہ نے جو نتیجہ محمد صاحب کے بیان سے نکالا کہ تو نبی ہوگا- تو کیا یہہ حرکات انسان سے ہو نہیں سکتی ہیں- ایک آدمی دوسرے آدمی کو بغل میں لے کر دبا نہیں سکتا ہو اور پھر اس کو چھوڑ نہیں سکتا ہو؟ اور کیا کسی آدمی کی زبان سے یہہ کلمات نکل نہیں سکتے ہیں کہ پڑھ-؟ پھر ورقہ نے کونسی خوبی محمد صاحب کے بیان سے سُنی جس پر ورقہ نے پیشینگوئیوں سے صفحہ بھر دیئے؟ ناظرین وہ معجز نما بیان جس سے محمد صاحب کی نبوت ثابت کی جاتی ہو آپ کے روبرو ہو- پڑھ لیجئے شاید کبھی آپ کو ضرورت ہو جائے+

۱۰ آخری بات یہہ ہو کہ محمد صاحب غار حرا میں چلے گئے ہونگے بخار آگیا کپکپی دامنگیر ہوئی گھبرا کر گھر کو تشریف لانا چاہتے ہوں گے بسبب تپ لرزہ کے چل نہ سکے ہوا لگ گئی نہایت بے قرار ہوئے- حالتِ بیقراری میں آنکھ لگ گئی خواب دیکھا یا ایک قسم کا بوجھ محمد صاحب پر آ پڑا جیسا کہ تپ لرزہ میں ہوا کرتا ہو خوف کے مارے گھر میں چلے آئے- جس کا ذکر راوی نے نبوت کی دلیل بنا دیا- پر ناظرین اگر آپ انصاف کریں گے تو بجائے ثبوت کے محمدی نبوت کی کامل نفی اسی بیان سے ہوتی ہوئی آپ کو معلوم ہو جائیگی- زیادہ آپ فکر کریں+

بقیہ

کیا قرآن میں کتب مقدسہ بائبل کی تحریف کا دعویٰ ہو؟+

۱۱- عمران ۸- رکوع ۷۷- وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ-

ترجمہ- اور اُن میں ایک لوگ ہیں کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب تو کہ تم جانو وہ کتاب میں ہو اور وہ نہیں کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہو اور وہ نہیں اللہ کا کہا اور اللہ پر جھوٹھ بولتے ہیں جان کر-

---

نوٹ ہم ان باتوں کو مرگی کی بیماری کے بخار کے آثار سمجھتے ہیں (اڈیٹر)

امام فخر الدین صاحب رازی تفسیر کبیر میں یوں لکھتے ہیں-

كيف يمكن ادخال التحريف في التوراة مع شهرته العظيمة بين الناس والجواب لعله صدر هذا العمل من نفر قليل يجوز عليهم التواطو على التحريف ثم انهم عرضوا ذلك المحرف على بعض العوام وعلى هذا التقدير يكون هذا التحريف ممكنا والاصوب عندي في تفسير الاية وجه اخر وهو ان الايات الدالة على نبوة صلى الله عليه وسلم كان يحتاج فيها الى تدقيق النظر وتامل القلب والقوم كانوا يوردون عليها الاسولة المشوشة والاعتراضات المظلمة فكانت تصير تلك الدلائل مشتبها على السامعين واليهود كانوا يقولون مراد الله تعالى من هذه الاية ما ذكرناه لا ما ذكرتم فكان هذا هو المراد بالتحريف وبلي الالسنة وهذا مثل ان المحقق في زماننا اذا استدل باية من كتاب الله فالمبطل يورد عليه الاسولة والشبهات ويقول ليس مراد الله ما ذكرت فكذلك في هذه الصورة والله اعلم بمراده -

ترجمہ- کیونکر ممکن ہو داخل کرنا تحریف کا توریت میں باوجود اُس کی نہایت شہرت کے لوگوں میں؟ جواب شاید یہہ کام تھوڑے سے آدمیوں نے کہ جن کا تحریف پر اکٹھا ہو جانا ممکن ہو کیا ہو- تو اس صورت میں ایسی تحریف ہونی ممکن ہو- مگر میرے نزدیک اس آیت کی بہتر تفسیر یہہ ہو کہ جو آیتیں توریت کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہیں اُن میں غور و فکر کی احتیاج تھی- اور وہ لوگ اُس پر سوالات مشوش اور بیجا اعتراضات کرتے تھے- پھر وہ دلیلیں سُننے والوں پر مشتبہ ہو جاتی تھیں اور یہودی کہتے تھے کہ ان آیتوں سے اللہ تعالیٰ کی مراد وہ ہو جو ہم کہتے ہیں- نہ وہ جو تم کہتے ہو- پس یہی مراد

ہو تحریف سے۔ اور زبان بدلنے یا پھیرنے سے اُس کی ایسی مثال ہو۔ جیسے کہ ہمارے زمانہ میں جب کوئی محقق کسی آیت کلام اللہ سے استدلال کرتا ہو۔ تو گمراہ لوگ اُس پر سوالات اور شبہات کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ کی مراد یہہ نہیں ہو جو تم کہتے ہو۔ اسی طرح پر اس تحریف کی صورت ہو۔ امام فخرالدین صاحب رازی تفسیر کبیر میں یہہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔

قوله ويلون السنتهم معناه يعمدون الى اللفظ فيحرفونها في حركات الاعراب تحريفا يتغير به المعنى۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہہ فرمایا "کہ کتاب پڑھنے میں زبان مروڑکر پڑھتے ہیں" اس کے یہہ معنے ہیں کہ وہ لوگ (یعنے یہود مدینہ) خراب کرتے ہیں لفظ کو اور بدل دیتے ہیں (پڑھنے میں) اُس کے اعراب کو کہ اس تبدیل سے اُس لفظ کے معنے بگڑ جاتے ہیں۔

تفسیر حسینی میں یوں لکھا ہو۔

وَاِنَّ مِنۡهُمۡ لَفَرِيۡقًا۔ وبدرستیکہ از جہودان ہر آئینہ گروہے ہستند چون۔ کعب و ابو یاسر و حی کہ از روئے نارستی۔ يَلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَهُمۡ۔ مے پیچانند زبان ہائے خود را۔ بِالۡكِتٰبِ۔ بخواندن کتابی کہ نوشتہ و بر بافتہ احبار ایشانست و آن مفتریات بلغت عبری مے خوانند لِتَحۡسَبُوۡهُ تا شما پندارید کہ آنچہ ایشان میخوانند۔ مِنَ الۡكِتٰبِ۔ از توریت است۔ وَمَا هُوَ مِنَ الۡكِتٰبِ۔ وحالانکہ نیست از توریت۔ وَ يَقُوۡلُوۡنَ۔ ومیگویند هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ۔ آنحرف و مفتری از نزد خداست۔ وَمَا هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ۔ و نیست آن از نزد خدائے۔ وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ۔ ومیگویند برخدائے دروغ کہ غیر سخن او میدانند۔ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ۔ و ایشان میدانند کہ دروغ میگویند۔ یہاں سے آشکارا ہو کہ اس آیت قرآنی میں بھی کتب سماوی کے تحریف ہو جانے کا دعویٰ نہیں ہو بلکہ امام فخرالدین صاحب رازی کے قول سے ثابت ہو کہ تحریف ہو جانا کتب سماوی کا جو جہان میں مشتہر ہو چکی تھیں بالکل غیر ممکن تھا۔ اور جو الزام یہاں پر زبان مروڑکر پڑھنے کا یا پڑھنے میں اعراب کو تبدیل کرکے پڑھنے کا دیا گیا۔ وہ بھی بموجب تفسیر حسینی کے صرف اُنہیں پانچ رئیسوں یہود سکنہ مدینہ میں سے تین اشخاص یعنے کعب و ابو یاسر و حی کو کہ جن کا بیان پہلے ہو چکا ہو دیا گیا ہو نہ کہ تمام قوم یہود کو۔ اور تفسیر حسینی سے یہہ بھی ظاہر ہو کہ یہہ تینوں اشخاص کچھ زبان عبرانی میں اپنے یاروں سے لکھوا کر لاتے تھے اور محمد صاحب و اُن کے پیروؤں کو دھوکا دینے کے لئے اُسے اُن کے روبرو زبان مروڑکر پڑھتے اور کہتے تھے کہ یہہ توریت سے ہو۔ حالانکہ وہ توریت سے نہ ہوتا تھا۔ الغرض کہ وہ توریت کو تو زبان مروڑکر یا پڑھنے میں الفاظ توریت کے اعراب تبدیل کرکے نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ صرف اپنے یاروں ہی کی نوشت کو زبان مروڑکر پڑھتے تھے۔ لہذا اُن تین شخصوں سکنہ مدینہ کے ایسا کرنے سے توریت کے تحریف الفاظ یا تحریف اعراب کا دعویٰ تصور نہیں کیا جا سکتا پس اظہر من الشمس ہو کہ کتب سماوی مشتہرہ جہان کی تحریف کا دعویٰ قرآن میں نہیں ہو + باقی آیندہ

اِستفتا

چنانچہ سورہ بقر رکوع ہشتم میں مرقوم ہو۔

واذ اخذنا ميثاقكم ورفعنا فوقكم الطور۔

مفسرین انگلیں بشان نزول آیت مذکورۃ الصدر میں یوں رقمطراز ہیں۔ کہ جب بنی اسرائیل نے تعمیل احکام توریت و اطاعت حضرت موسیٰ سے تمرد کیا تو رب الجلال نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کے لئے فلسطینوں کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ جو موسوم بطور ہو تنبیہاً ان کو متنبہ کرنے کے لئے اُن کے سروں پر بلند کیا اُن کے آگے شعلہ نار اور پیچھے آب زخار تھا جب وہ اس بلاء غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر بحر تفکر میں مستغرق تھے اور کہیں جائے فرار قرار کے لئے نظر نہ پڑی تو آخر کار مجبور اور ناچار ہو کر وعدہ تعمیل احکام الٰہی کا کیا۔

اے ناظرین فی الحال یہہ خاکسار نہایت عجز اور انکسار سے بخدمت علماء محمدیہ کے ملتمس ہو کہ واسطے تصدیق اس امر اہم کے کہ جس پر دار و مدار قرآن جامع عثمان کا موقوف ہو کسی کلام ملہمہ مسلمہ اہل یہود و تاریخ مورخوں کی سے جو اُس زمانہ میں بحالت وقوع اس فعل کے موجود تھے تحریر فرماویں اور بوقت تحریر جواب باصواب کے اس بیت کو پیش نظر رکھیں + بیت

اتنی بہتر نہیں مضمون تعلی کی تلاش + منطقی بحث نہیں سحبت قرآنی ہو

ماورا اس کے یہہ بھی ملحوظ خاطر فاطر ہے کہ مسایل حجر اس خام دیوار کا نہیں بلکہ قرآن نے بذاتہ اپنے بیان سے ایسی حجت کو پیدا کیا جو مدلل ابطال الہام ہو۔

بیت

گل وگل چین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر + تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

ہم یقین کرتے ہیں کہ علماء محمدیان کسی نہج سے اس مقدمہ کے تصفیہ میں درنگ نہ فرماویں گے بلکہ ثبوت کافی اور شافی کو زیر قلم لاویں گے۔ والا نہ یہہ نتیجہ ظہور میں آئے گا +

السکوت فی موضع البیان بیان

الراقم

امام سیح

بپٹسٹ مشنری کلکتہ

واقعات اور بیان

جلسہ بپٹسٹ مشن کھرڑ ضلع انبالہ

یہہ جلسہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ - اگست کو ہوا - یہہ خصوصاً مشن کے کارگذاروں اور عموماً تمام مسیحیوں کے لئے تھا - قریب ڈیڑھ سو مسیحی اس میں شامل تھے - پہلے روز جو اتوار کا دن تھا صبح کی عبادت ۱۱ بجے ہوئی - شروع میں دو گیت گائے گئے اور تین بھائیوں نے روح سے بھر جانے اور خدمت کے واسطے تازہ ہونے کے لئے دعائیں کیں - پھر کلام پڑھا گیا اور بابو نتھانیل نے اس مضمون پر کہ کس طرح سے ہر ایک مسیحی اپنے میں مسیح کی صورت کو ظاہر کر سکتا ہے - ایک پُر تاثیر وعظ دیا - پھر دعا اور حمد الٰہی کے بعد یہہ عبادت برکت کے ساتھ برخواست ہوئی شام کے ۴ بجے پھر عبادت ہوئی دعائیں ہوئیں - گیت گائے گئے اور بابو گوبند رام نے اس مضمون پر کہ کس طرح سے انجیل شریف کی پاکیزہ تعلیم محبت سے اثر کرتی اور ہر غالب پر غالب آتی ہے - ایک درس دیا - بعد میں بابو سیلاس پال نے وعظ کیا جس کا مضمون یہہ تھا کہ "میں نے تمہاری منگنی ایک ہی شوہر سے کی" جس میں بابو صاحب نے پاکیزگی کی عمدہ ترغیب دی - پھر کچھ سادھو شمس الدین نے بیان کیا - بعد دُعا اور گیت کے یہہ عبادت ختم ہوئی -

۱۰ - اگست کو گیارہ بجے جلسہ ہوا - جس میں پنجابی گیت غزلیں ڈھولک دکھنجری کے ساتھ گائے گئے - دعائیں ہوئیں - اور پادری جارج سمتھ صاحب نے زبور سے چند آیتیں پڑھکر ایک وعظ کیا جس کا مضمون یہہ تھا کہ مسیح پر کامل اعتبار کرو کہ وہ اپنے سارے وعدوں کو ہمیشہ وفا کریگا - پھر تین منٹ کے لئے جماعت نے خاموشی میں دعا کی اور پھر بھائی لال چند نے اس مضمون پر کہ خدا نے کسی کو بے گواہ نہیں چھوڑا وعظ دیا - شام کے ۴ بجے گیت گائے گئے اور تین عورتوں نے بپتسمہ پایا +

۱۱ - اگست کو ۸ بجے صبح کے جلسہ فراہم ہوا گیت گائے گئے اور دعائیں ہوئیں - پھر ایک دیہاتی مسیحی کی شادی کی رسم ادا کی گئی جس تقریب پر پادری سمتھ صاحب نے خاوند اور بیوی کے رشتہ کی نسبت نصیحت کی - اور پھر کچھ مٹھائی تقسیم ہوئی - اس کے بعد یہہ جلسہ برخواست ہوا - مگر تمام کارگذاروں اور بورڈنگ سکول کے لڑکوں نے گاتے بجاتے ہوئے بازار میں منادی کی + نامہ نگار

اجمیر

ہم ساتھ مسرت کے یہہ خبر لکھتے ہیں - کہ آجکل ایم - ای - مشن کے مشنری صاحبان متلاشیوں کو قبل اصطباغ خوب تعلیم دیتے ہیں - فی الحال ایک درجن آدمی جو کہ ورک شاپ میں ملازم ہیں بپتسمہ کے لئے طیار کئے جا رہے ہیں - ہر روز یہ لوگ مسٹر اے - فارس صاحب سے آ کے بضد ہوتے ہیں کہ صاحب ہمیں بپتسمہ دیجئے یہہ نظارہ چشم دیدہ کمیں ہے +

مسمّی لچھمن زرگر اور ایک محمدی کے درمیان ایک رتی چاندی کے لئے خوب لٹھ چلے - سر پھوٹے نتیجہ یہہ ہوا کہ بعد ازاں کئی تولہ چاندی خرچ ہوئی +

ہفتہ گذشتہ میں کئی ایک نوجوان تار اگڑھ پر ایک غار کے اندر گئے تھے کچھ گھنٹوں کے بعد سسکتے نکلے جھلا کی سمجھ میں کل کرشمہ آسیبوں کے آتے ہیں - واہ - واہ ہندوستان + نامہ نگار

شملہ

آجکل یہاں پر سینٹ جان ٹامس لائبریری میں ہر ہفتہ لکچر ہوتے ہیں - جو عام مفید مطالب ہیں ۔ دوم مشن روم بازار میں ایک آزاد ویدیم سبھا قایم ہوگئی ہے - اس میں کسی پادری کا تعلق ہے نہ مشن کا - اور مہینہ میں دو دفعہ ہوتی ہے - قریب پچاس ساٹھ ممبر معہ ہندو مسلمانوں کے جمع ہو جاتے ہیں - زیادہ اس وجہ سے لوگ جمع نہیں ہو سکتے کہ لوگوں کے واسطے جگہ تنگ ہے - اور اس سبھا میں گیت و بھجن ڈھولک و ستار کے ساتھ گائے جاتے ہیں اس کے چیرمین مسٹر جے نتھانیل ہیں ۔ آنریری سکرٹری مسٹر ایچ نتھانیل اسسٹنٹ سکرٹری مسٹر ہیڈ رسیک چیک منیجر مسٹر ایچ - ایل شنفیرد اور ٹرژرر مسٹر این سالومن ہیں۔ دعا ہے کہ اس سبھا کو خداوند ہمیشہ قایم رکھے - تاکہ اس سبھا کے ذریعہ سے اُن بے دینوں کو جو کہ مسیحی دین سے پرہیز کرتے ہیں فائدہ پہنچے

(نامہ نگار)

سرکاری خبریں

نسبت اُس حادثہ کی جو ۲۰ جولائی ۱۸۹۲ء کو بمقام دہلی بمبئی بروده سنٹرل انڈیا ریلوے پر تحقیقات سے جو حکام مقامی نے کی تھی اُس سے معلوم ہوا کہ گیارہ اشخاص اُسی وقت فوت ہو گئے اور ۲۳ اشخاص مضروب ہوئے جو ہسپتال میں علاج کے واسطے بھیجے گئے جن میں سے دو اشخاص ہسپتال میں فوت ہوئے اور باقی اشخاص میں سے اکثر شفا پا گئے اور ہسپتال سے رخصت ہو گئے مگر تین اشخاص جن کو ضرب شدید پہنچی تھی معہ دیگر بیماروں کے ہنوز زیر علاج ہیں اور صحت یاب ہوتے جاتے ہیں کل میزان اموات جو اس حادثہ سے ہوئی ۱۳ ہیں اور ابتدائی رپورٹ میں جو زیادہ تر تعداد فوتیدگی کی بیان کی گئی تھی غلط تھی - اس حادثہ کے وقوع کی تحقیقات جو ہو رہی ہو اُس سے تا حال کوئی نتیجہ قطعی معلوم نہیں ہوا لیکن حکام جو موقعہ پر موجود تھے اُن کو پوری اس بات کی تسلی ہے کہ ملازمان ریل کے برخلاف فوجداری مواخذہ کے بنانے کی کوئی وجہ نہیں ہے +

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

عمراخان آخرکار کوئٹہ سے براہ زیارت کابل روانہ ہوگیا۔ ایجنٹ برٹش سے ملاقی ہوا +

کہتے ہیں عمراخان کو امیر نے اسکی پہلی ریاست دینے و دلانے کا وعدہ کیا ہے +

گوالیار میں مسلمانوں نے ایک پیپل کا درخت کاٹا اس پر تلوار چلی ۴ ہندو ۲ مسلمان مارے گئے +

لاہور میں گذشتہ پنجشنبہ کی رات کو خوب موسلا دھار بارش ہوئی +

میلکنگ (جنوبی افریقہ) سے افسوسناک خبر آئی کہ ۱۷ ہزار آدمیوں نے سخت حکم عدولی کی +

گورہ سپاہی پتھر بن گئے اور معائنہ کی تعمیل میں پریڈ کرنے سے انکار کر دیا +

۲۱ - اگست لنڈن سے خبر آئی ۵ کو ۳۰ - ۳ سال کی قید ہوئی اور ۱۰ کو ہائر زبرگ عدالت میں بھیجا +

ایتھنز (پایہ تخت یونان) کی خبر ہے کہ باشی بزک سپاہ نے ورودی میں بہت کشت و خون کیا +

مقدونیا میں ترکی سپاہ کے تازہ ظلم کی خبر آئی ۲۰ عیسائی قتل کئے گئے +

کیوبا میں برابر جنگ و جدل جاری ہے۔ ایک گذشتہ لڑائی میں سپین کے دو ہزار مارے گئے +

۲۰ اگست لنڈن سے خبر آئی روسی اخبار کریٹ میں خرابی کا انگلستان کو ملزم ٹھہراتے ہیں +

چاندی سستی ہونے لگی اس کا باعث امریکہ کی فروخت ہے +

تازہ خبر ایران سے آئی ہے کہ شاہ مرحوم کا قاتل قتل کیا گیا اور ایام ماتم ختم ہوئے +

آرمینیا کی حالت میں کوئی تبدیل نہیں ہوا قحط ومری پھیل رہی ہے +

کہتے ہیں اگر ڈیڑہ کروڑ روپیہ سے جلد مدد نہ کیگئی تو ۳ لاکھ ارمنی تباہ ہو جاویں گے +

کئی اضلاع میں لڑکے گھاس کھا کر زندہ ہیں اور موت کے منتظر۔ توبہ!

لی ہنگ چنگ سکاٹلینڈ میں ہیں گلاسگو کی کارپوریشن نے خاص دعوت دی +

لاہور میں سخت حادثہ قتل ہوا ایک شرابی نے اپنے باپ ماں عورت لڑکی کو قتل کر دیا +

گوالیار میں ایک عورت خاوند کے ساتھ ستی ہونے پر تیار ہوئی پولیس کو خبر ہوئی پکڑی گئی +

کلکتہ میں ایک خانساماں کو چند سیخ کباب چرانے کے لئے ۶ ماہ قید سخت ہوئی +

۲۱ - اگست لنڈن سے افسوسناک خبر آئی کہ مصر کے دو دیسی اخبار سرکاری حکم سے بند کئے گئے +

انہوں نے حضور ملکہ معظمہ کی ذات خاص پر نہایت بے شرمانہ حملہ کیا تھا +

لنڈن کے لارڈ چیف جسٹس رسل صاحب نے لاکانگریس سراتوگا (امریکہ) کے چیرمین ہو تقریر کی +

۲۰ - اگست لنڈن کی خبر ہے سلطان روم نے کریٹ کے متعلق یونان کو سخت نوٹس دیا +

سلطان نے تمام سفیران غیر کو مطلع کر دیا کہ یونان کو سمجھا دیں +

اگر یونان والنٹیر بھیجنا نہ روکیگا تو رشتہ تعلق سخت کھچ جاویگا +

حالت متابلی لینڈ نازک ہو رہی ہے اُمید امن قطع ہے +

ادہر سے مفسدوں کے جھنڈ انگریز بھگاتے ہیں ادہر سے متابلی انگریزوں کو کاٹ جاتے ہیں +

آسٹریلیا کے گورنر بائسکل کے بہت شایق ہیں باجہ بجنے والی بائسکل تیار کرائی ہے +

رونجن شعاؤں سے ایک زندہ آدمی کے سر میں سے بندوق کی گولی نکالی گئی +

چناگنگ کے پاس موتی کے سیپ کی بستیاں دریافت ہوئی ہیں +

راولپنڈی ڈاکخانہ کا خزانچی ۔۔۔۲ غبن کے لئے ۳ سال قید دو ہزار جرمانہ کا سزایاب ہوا +

نئی ہارشی ہنری کارتوس امتحان میں نہایت عمدہ ثابت ہوئے +

کہتے ہیں چینی وائسرائے انگلینڈ کی سیاحت پر فریفتہ ہوا۔ لیکن کوئی آرڈر نہیں دیا گیا +

لنڈن میں لی ہنگ چنگ کو ٹلگراف کمپنیوں نے بھی دعوت دی اور تار کی خوبیاں دکھائیں +

ایک تار شنگھائی بھیجا گیا اور ۸ منٹ میں اس کا جواب آیا۔ چینی وائسرائے دیکھ کر دنگ رہ گئے +

کوچین چائنا ۔ علاقہ ٹانکن سے علیحدہ ہونا چاہتا ہے دونوں فرنچ حکومت میں ہیں +

اس پر کوچین چائنا کی رعایا سخت ایجیٹیشن برپا کر رہی ہے۔ اسے سرکاری خرچ بہت دینا پڑتا ہے +

ہنگری کی عالمگیر کانفرنس ٹلگراف نے ہند و چین جاپان میں محصول تار تخفیف کیا +

نیز ہند سے مومباسہ و زنجبار تک بھی۔ انگلینڈ و ہند میں کوئی تخفیف نہ ہوئی +

آیندہ کانفرنس بمقام لنڈن میں ۱۹۰۱ء میں ہوگی +

پرانے مصریوں کا کپڑا ایسا مضبوط تھا کہ ابتک کفن نکلتے ہیں اور غربا پہنتے ہیں +

مضامین مفید المبتدین

پیارے بچو

آجکل جب تم چھوٹی عمر میں ہو کیا تم نے کبھی خیال کیا ہے؟ کہ ہمارے متعلق کیا کیا کام ہیں۔ ایسا سوال تم لوگوں سے ایک لحظ پوچھا جاوے تو سواے اس کے اور کیا بتا سکتے ہو کہ کھانا پینا اور کھیلنا اور کچھ تعلیم پانا وغیرہ ہی ہمارا کام ہے۔ اس کے سوا اور کیا کام کر سکتے ہیں۔ اگر زیادہ صفائی سے بار بار پوچھا جاوے تو تم لوگوں میں سے کئی ایک ہونگے جو یہہ کہینگے کہ ہم کو دینی باتیں اپنے مدرسوں میں اور اپنے والدین سے غور سے سیکھنا گرجا میں خوشی سے جانا سبت سکول کے سبق کے مضمون اور سنہلی آیات مطالعہ کرنا اور یاد کرنا۔ اپنے ہمعمروں سے لڑائی اور گالیوں میں شریک نہ ہونا بھی ہمارا ضروری کام اور ہم پر فرض ہے اور ہمکو جو عیسائی لڑکے لڑکیاں ہیں اوروں کا جو ہمارے ہمعمر بچے ہیں اور دوزخ کی راہ پر ہیں مسیح کے پاس لانے کے لئے ٹھیک نمونہ ہونا ہے۔ پیارے بچو کیا ہمارے عزیز مسیح نے جب کہا تھا کہ بچوں کو میرے پاس آنے دو کہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے تو کیا ایسوں کو کہا تھا کہ جن کی رغبت اور ساری خوشی مسیح سے دور ہے نہیں بلکہ ایسوں کو جنکی فکریں اور کوششیں جسمانیت اور نفسانیت پر نہیں لگیں بلکہ ویسے کے ویسے ہیں جیسے کہ وہ پہلے دن جبکہ وہ دنیا میں آئے تھے پائے جاتے ہیں۔ پر میں تم کو دینی باتیں سیکھنے اور اُن پر عمل کرنے کے علاوہ ایک اور بات بتلاتا ہوں اگر تم اُس پر غور کرو اور خداوند سے مدد پا کر اُس کے کرنے کے لئے تیار ہو تو بہت مفید ہے جو اوروں کے فیدے اور تمہارے اپنے فائدہ کے لئے ہو سکتے ہو اور وہ یہہ ہے کہ اپنا سب جو کچھ رکھتے ہو سب کچھ خداوند کے آگے رکھدو اگر کچھ حلم دعا یا دہی تو وہی رکھدو اگر کچھ علم سیکھا ہو تو وہی اُس کے آگے رکھدو اور کہو کہ اے خداوند میرے اس علم کو پاک کر اور اپنے کاموں میں استعمال لا اور اگر کچھ طاقت اور قوت رکھتے ہو وہ بھی خداوند کے آگے رکھدو کہ اے خدا میری اس طاقت کو جو تیری ہی عنایت ہے نفس سے چھوڑا کر روحانیت میں استعمال کر جیسا کہ اُس لڑکے نے جسکا ذکر پاک کلام میں یوحنا کی انجیل ۶: ۵-۱۴ تک ذکر ہے کہ "یہاں ایک چھوکرا ہے جس کے پاس پانچ جَو کی روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں پر یہہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں" پر کیا دیکھتے ہیں کہ پانچ ہزار نے کھائیں اور سیر ہوئے اور ٹکڑوں سے جو بچ رہے بارہ ٹوکریاں بھری اُٹھائیں۔ شاگردوں کی طرح تم یہہ نہ کہو کہ وہ تو جو کی ہیں وہ تو پانچ ہیں اتنے لوگوں میں یہہ روٹیاں کیا ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بچوں کا ہمیشہ قاعدہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کر سکتے۔ ہم کیا ہیں ہم بچے ہیں ہم کچھ بھی نہیں یہہ کہکر اپنے آپ کو اُس برکت سے جو مسیح سے ہے اُس برکت سے جو جَو کی پانچ روٹیوں پر اور دو مچھلیوں پر ہوئی روک دیتے اور اُس فائدہ کو جو پانچ ہزار نے اُٹھایا اور پھر بھی اُسکی ناقص سی چیز کو جو خداوند کی برکت سے برکت والی ہوئی سیر ہونے کے بعد پانچ ہزار کی روحوں کے بچنے کے بعد بلکہ کئی ہزار روحوں کے بچنے کے بعد ابھی بارہ ٹوکریاں باقی ہیں یعنی ابھی وہ طاقت بچی جس سے دُنیا کے سارے گھرانے برکت پا سکتے ہیں روکے رکھتے اور اپنے پر آلہی قوت کو آنے نہیں دیتے ہو۔ اس لئے تم لوگ ایسے خیال کو کہ ہم ابھی کیا ہیں چھوڑ دو اور ہر وقت اپنے پیارے سے دعا مانگو کہ اے مسیح ہمکو بھی اپنے جلال کے لئے اور اپنی طاقت کے ظہور اور اپنی برکت کے مؤثر ہونے کا وسیلہ بنا تو پھر آپ اُسی وقت دیکھینگے کہ کیا کیا اثر اور کیا کیا آثار نمایاں ہوتے اور کیسے بڑے بڑے کام ظہور میں آتے ہیں کیا آپ اُس لڑکے جیسے نہیں ہیں کیا آپ اُس لڑکے سے خدا کے فضل سے اچھے نہیں؟ کیونکہ آپ مسیحی اور زندگی کے زمانے کے ہیں جس میں خدا نے ایسوں کو چنا جو ظاہری چنے جانے کے لایق نہیں معلوم ہوتے" تو پھر آپ کیوں ایسے خیال کریں جو کہ مسیحی زندگی کے مناسب نہیں ہیں۔ اس لئے ابھی سے آپ ہوشیار ہو جاؤ اپنی کمروں کو کس لو اپنے آپ کو مسیح کے حوالے کر دو +

نہ صرف یہہ کہ تم اُس لڑکے کی طرح جسکا ذکر انجیل میں آیا فائدہ پہنچا سکتے ہو بلکہ خاصی طرح سے انجیل کی منادی ایسی کر سکتے ہو جس قدر وے آدمی بھی نہیں کر سکتے جن کی نسبت تم خیال کرتے ہو کہ ہم سے بڑے ہیں اور ہم اُن کے مقابلہ کچھ نہیں کر سکتے پر میں کہتا ہوں کہ آلہی مدد سے تم ان سے یا اُن سے بہتر کر سکتے ہو۔ اس پر میں تم کو تمہارے فائدہ اور نمونہ کے واسطے ایک لڑکے کا ذکر سناتا ہوں جو ایک چھوٹے دیہات میں ایک مدرسہ میں پڑھتا تھا اُس کی عمر قریباً نو یا دس برس کی تھی اُس مدرسہ کا اُستاد عیسائی تھا وہ لڑکا پڑھنے میں ہوشیار اور مدرسہ میں اس قدر شوق سے آیا کرتا تھا کہ ایسے لڑکے بہت کم ہوتے ہیں جو مدرسہ میں آنے والے ہوتے ہیں۔ حتی المقدور ہمیشہ حاضر ہوا کرتا تھا اگر کبھی قدرے بیمار بھی ہوتا تو مدرسہ سے غیر حاضر نہ ہوتا تھا۔ اُستاد کا بڑا ادب کیا کرتا تھا نخارات کے وقت اُستاد سے دینی باتیں یعنی دس حکم اور دعاء ربانی اور اور باتیں سیکھنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ شروع ہی شروع میں جب اُس نے اردو کا قاعدہ پڑھنا شروع کیا اپنے ہمجماعتوں میں ہر ایک سے آگے بڑھ گیا بعض جو اُس کے ساتھ پڑھنے بیٹھے تھے اُن سے بھی اور جو چند دنوں سے اُس سے پہلے پڑھتے تھے اُن سے بھی آگے بڑھ گیا یہانتک کہ وہ ہر ایک کام اور بات میں ہونہار نظر آتا تھا۔

خاص بات جو اُس کے نمونہ کی بابت ہے یہہ کہ وہ ایک قسم کی عمدہ منادی کیا کرتا تھا اور وہ اس طور سے تھی کہ جب اُس نے دس حکم وغیرہ سیکھ لئے تو ان پر عمل کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا ہر ایک کام آلہی مدد سے کرتا ہے۔ نہ صرف آپ ہی عمل کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا بلکہ اُس کے والدین اور اُس کے رشتہ دار اور اُس سے بڑے لڑکے لڑکیاں اور اُس کے ہمعمر یہانتک جن جن سے اُس کا برتاؤ پڑتا تھا ان سے عمل کرانے کی کوشش کیا کرتا تھا اور وہ اس

طور سے تھا کہ جب کوئی کسی حکم کے توڑنے کا مرتکب ہوتا تو وہ فوراً منع کیا کرتا تھا اگر کوئی جھوٹھ بولتا تو ان کو کہا کرتا تھا کہ اوہ اوہ تم نے کیا کیا کہ جھوٹھ بولا یہہ تو خدا کا فرمان حکم ہے کہ جھوٹھ نہ بول تم تو اُس کے حکموں کو توڑ کر اُسکو ناراض کرتے ہو اور خدا کا تم پر ناراض ہونا تمہارے لئے کیسا خوفناک اور خطرہ کا سبب ہے اس لئے ایسے کاموں سے باز آؤ اور خدا کو اُس کے حکم مان کر راضی اور خوشی کرو اس سے تمہارا بھلا ہے۔ اسی طرح ہر ایک حکم کے بارے میں کہا کرتا تھا کسی سے ڈرتا نہیں تھا کسی سے ڈرتا نہیں تھا اور بھی ایسا کیا کرتا تھا کہ جیسا چاہئے ہر ایک اُس سے خوش رہتا تھا جب کوئی بُت پرستی کرتا اسی طرح اُس کو منع کرتا کہ اوہ اوہ یہہ دوسرے حکم کے برخلاف ہے خدا کی بے عزتی اور حقارت کرتے ہو جو عزت اور بزرگی خدا کی ہے ان بے زبان بتوں کو دیتے ہو غرض بچو اُس پیارے بچے کی یہہ منادی جہانتک اُس سے ہو سکتا تھا کیا کرتا اور اُس کی اس منادی کا اثر یہانتک ہوا کہ ایک تو وہ خدا اور آدمیوں کے نزدیک مقبول ہو گیا دوسرا بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ ہو اُس کے دل پر اُس کی ننی ننی زبان سے ایسا اثر ہوتا تھا کہ وہ اپنے اُس کئے پر جس سے وہ منع کرتا تھا شرمندہ ہوتا تھا کہ چھوٹا سا بچہ گویا مجھکو نصیحت کرتا ہے ایسے بڑے کاموں کو لوگ اُس کے سامنے کرنے سے پرہیز کرتے اور شرماتے تھے۔ کیسی خوشی کی بات ہے کہ اس ننھے بچے نے ایسا کام تھوڑی سی بات سے کیا۔ کیا منادی کا یہی مطلب نہیں ہوتا کہ لوگ اپنے بُرے کاموں سے باز آویں اور وہ اس بچے سے بر آیا +

شعر و سخن

نام عیسیٰ میرے دل پہ نقش کندہ خوب ہے
وہ ہی میرا منجی اور وہ ہی میرا محبوب ہے +

ظاہراً اُلفت گو مجھ سے رکھتے ہوں لاکھوں مگر
سب سے زیادہ مجھکو اُلفت اُس کی ہی مرغوب ہے
کون اپنے دشمنوں کے واسطے دیتا ہے جان
پر مسیح ہم عاصیوں کے واسطے مصلوب ہے
لے لیا ذمہ مسیح نے سب بند دست نجات
ماجرا یہہ سب کلام پاک میں مکتوب ہے
جو ہوا مصلوب تیرے واسطے نادان عبیر
کہہ سدا تعریف اُس کی جو ترا مطلوب ہے

الراقم

ڈاکٹر پرتاپ سنگھ عبیر

روپ نگر۔ راجپوتانہ

تاریخ وفات

مسٹر یو۔ سی۔ گھوس از نتایج طبع محمد حسن اختر

آج اے موت کون یہاں نہ رہا + ایک دل بھی جو شادماں نہ رہا +
چل دیئے دنیا سے یو۔ سی گھوس + اُن کی ہستی کا کارواں نہ رہا !
ظلمت رنج کیوں نہ چھا جائے + جبکہ وہ ماہ خوش نشاں نہ رہا
کشتی علم حال کیا ہوگا + تیرے چلنے کو بادباں نہ رہا
کون رویا نہ اُنہیں شام و سحر + کسکی آنکھوں سے خوں رواں نہ رہا
خط ساں یہ بھی ہے شکستہ حال + علم کا ہائے پاسباں نہ رہا
بادِ غم آج کب چلی ایسی + اک شجر بھی جو گل فشاں نہ رہا
اُن کی تاریخ کیا لکھوں اختر + مجھکو کچھ ہوش اور تواں نہ رہا
رو کے بلبل نے یوں الم سے کہا
آہ گلشن میں باغباں نہ رہا
۱۸۹۶ء

انتقال کی خبر

ہم نہایت غم و افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے مشن ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بزرگ مسٹر یو۔ سی گھوس صاحب ۱۹ ماہ حال کو وقت چھ بجے شام کے قریب تین ہفتے سے زیادہ عرصے تک بیمار رہکر بعارضہ کاربنکل ردبیل ۶۴ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ ڈاکٹر ڈوف صاحب کے اول شاگردان میں سے تھے اور پنجاب میں ایک چیدہ ہیڈ ماسٹر اور اپنے علم و فضل کے سبب یونیورسٹی تک مانے ہوئے تھے۔ آپ مختلف جگہوں میں ہیڈ ماسٹر رہے مگر ۱۴ اپریل ۱۸۷۶ء سے ابتک جو قریب بیس ۲۰ سال ۴ مہینے کا عرصہ ہوتا ہے لودیانہ اسکول میں کام کرتے رہے۔ آپکی ہر دل عزیزی قابل تعریف تھی۔ جس کے سبب سے آپ نہایت ہی پاپولر ہو گئے تھے۔ ۲۰ تاریخ کی صبح کو بحکم مسٹر کلارک صاحب پرنسپل اسکول تمام طلبا و اُستادان کے فراہم ہونے پر آپ کے انتقال پُرملال کی نسبت پادری پریم داس صاحب نے دعا کے بعد ایک مختصر تقریر جس میں صاحب موصوف کے اوصاف کا ذکر تھا بیان کی۔ اس موقع پر ایک مسیحی بزرگ نے جس نے آپ کے پاس ۱۸۶۵ء میں مقام کلکتہ میں تعلیم پائی تھی اور قریباً سولہ سال سے اس مشن سکول میں کام کرتے رہے ہیں یوں بیان فرمایا کہ "میں مسٹر گھوس کو چالیس سال سے جانتا ہوں۔ ایک عجیب بات جو میں نے ان میں دیکھی وہ یہہ تھی۔ کہ ہر شخص کی طبیعت میں بڑھتی سن کے موافق کچھ نہ کچھ فرق ہو جاتا ہے۔ مگر مسٹر گھوس صاحب کی طبیعت میں اس چالیس سال کے عرصے میں میں نے کچھ فرق نہیں دیکھا۔ ان کی حلیمی بردباری۔ خدا ترسی۔ و نیک نیتی و دیگر اوصاف جیسے ابتدائی عمر میں تھے۔ ویسے ہی ابتک رہے۔ صاحب موصوف ۲۰ تاریخ کے چھ بجے شام کو دفن کئے گئے۔ آپکے جنازہ کے ساتھ حکام و روساء و پبلک کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ پیشتر اس شہر لودیانہ میں کبھی کسی کے موقع انتقال پر نہیں ہوا ہے۔ قریب ۳۰ گاڑیاں اور

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب۔ اڈیٹر ان چیف۔ مینیجر اخبار نور افشاں کے واسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وائیلی کے اہتمام سے چھپا